قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ

ظلمتیں کافور ہوجائینگی اک دن دیکھنا | عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا | ہیں بھی اک نورانی چہرہ کے پیتار دیں

ہفتہ میں تین بار شائع ہوتا ہے

دنیا میں ایک نبی آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دے گا (الہام)

الفضل

چندہ مقامی خریداروں سے ساڑھے چار روپے

مضامین بنام ایڈیٹر اور باقی تمام خط و کتابت بنام مینیجر الفضل قادیان دار الامان ضلع گورداسپور کے پتہ پر ہو

چندہ غیر ممالک سے سات روپے

آخری زمانہ میں ایک رسول کا مبعوث ہونا ظاہر ہوتا ہے اور وہی مسیح موعود ہے

جلد ۳ | ۱۵ دسمبر ۱۹۱۵ء | چار شنبہ | مطابق ۷ صفر ۱۳۳۴ھ | نمبر ۷۰

مدینۃ المسیح علیہ السلام

الحمدللہ کہ حضرت اقدس ایدہ اللہ بفضلہٖ اچھی طرح ہیں۔ مسجد اقصےٰ میں حضور کا درس قرآن سورہ نساء رکوع ۱۹ تک پہنچ چکا ہے۔ خاندان نبوت میں بھی بالعموم خیریت ہے۔ فالحمدللہ۔

اخویم مکرم شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری، حضرت اقدس کے حسب ہدایات و زیر نگرانی خدمت قرآن کے ضمن میں ایک نہایت مفید و ضروری کورس تیار کر رہے ہیں۔ جو عربی میں کی تسہیل تعلیم میں انشاء اللہ بعید ہوگا ؛

برادر مکرم شیخ عبدالرحمٰن صاحب قادیانی لدھیانہ سے اعلیٰ درجہ کے عربی کاتبوں کو لینے گئے ہیں تاکہ ترجمۃ القرآن اردو جلد تیار ہوسکے۔ اپنے کاتبوں کی خدمات ان محلت

اخبار احمدیہ

فروخت اراضی ۱۳ مرلے زمین خاص قادیان میں قصبہ کے جانب شمال مغرب بحساب بیس روپے فی مرلہ بکتی ہے۔ کل زر نقد مع درخواست کے ساتھ فوراً آنا چاہیے۔ احمدی احباب اس موقعہ کو ہاتھ سے نہ دیں۔ قیمت کی ترسیل میں مطلق تامل نہ فرمائیں کیونکہ جو سب سے پہلی اور یک ہی درخواست منظور ہوگی مینیجر الفضل قادیان ضلع گورداسپور

خدام دین کے اسمائے گرامی اس دفعہ بچند وجوہ درج اخبار نہیں ہوسکے۔ مگر اس کا رخیر میں ہمارے احباب کی رفتار سعی بھی معلوم ہوتا ہے کچھ دھیمی پڑ گئی ہے۔ انہیں چاہیئے کہ سستی و تساہل سے کام نہ لیں یہ وقت کمر ہمت باندھکر کام کرنے کا ہے دنیوی ضروریات سے بےفکر ہوکر بیٹھ رہنے کا نہیں ؏

مختصر تبلیغی اطلاعات

بوتالہ کے مدرس اول برادر عبدالرحیم صاحب اکثر ملنے والوں کو پیغام مسیح موعود پہنچاتے رہتے ہیں۔ جزاہ اللہ۔ کئی شخص احمدیت کے قریب آ گئے ہیں۔ فالحمدللہ۔ خدا تعالیٰ جلدی ان کا شرح صدر کرے۔ بیگم پور میں ہمارے دوستوں نے ایک تقریب وفات مسیح پر لیکچر دینا شروع کیا حاضرین تمام متوجہ ہوگئے اور بالآخر مسیح کا سرینگر میں مدفون ہونا مان لیا۔ بعض نے ہر چند اپنے مولویوں کو اکسایا کہ کچھ جواب دیں مگر وہاں تو بفضل خدا حق کا رعب چھا گیا تھا ان کی گویائی ہی گویا سلب ہوگئی۔ برہمن بڑیہ سے سید محمد عبدالواحد صاحب احمدی مبلغ مطلع فرماتے ہیں کہ بہفتہ مختتمہ ۸ دسمبر میں تیرہ نئے آدمی داخل سلسلہ ہوئے اور اس طرح کے کل نو مبائعین کی تعداد ۵۹۹ تک پہنچ چکی ہے فالحمدللہ۔ نابھہ سے مکرمی عبدالصمد صاحب لکھتے ہیں کہ وہاں چار تبلیغی وعظ ہوئے

(باہتمام شیخ عبدالرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر مطبع ضیاء الاسلام قادیان میں چھپ کر شائع ہوا)

جن کو لوگوں نے بڑے شوق سے سنا اور محظوظ و متاثر ہوئے۔ مخالف خانوں اور وہ رو دیشی کو بد نام کرنے والوں سے عوام بیزار ہوتے جاتے ہیں۔ طرح طرح کے عذاب بھی آتے ہیں امید ہے کہ انشاء اللہ جلد ہی وہ گھڑی آتی ہے جب عیسیٰ پکار اٹھینگے جھنڈے کا ظہور ہوگا۔

تحریک دعا پرندہ (شولاپور) برادر نواب الدین صاحب۔ گرد و نواح میں بابا کا زور ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنی امان میں رکھے۔ ان کے والدہ وغیرہ غیر احمدی ہیں۔ ان کو شناخت مسیح موعود کی توفیق عطا ہو۔ حافظ آباد کے رحیم بخش صاحب عزیزی بیشتر جلد ہی خاص میں مبتلا ہیں خدا شفا بخشے۔ بستراہ (سیالکوٹ) کے علاقہ میں اپنے ایک عزیز بھائی دوکاندار ہیں۔ اغیار تعصب برتتے ہیں۔ ان کے رشتہ اور کاروبار میں برکت کے لئے دعا کی حاجت ہے۔ کارساز حقیقی مدد فرمائے آمین۔ لاہور سے مولانا فاضل ماجد صاحب لکھتے ہیں کہ عزیز اقبال احمد کو پھر درد شقیقہ بشدت ہونے لگا ہے۔ بچہ بار بار کہتا ہے حضرت جی صاحب کو لکھو ان کی دعا سے اچھا ہو جاؤنگا حضرت نے وعدہ فرمایا ہے۔ احباب بھی شامل ہوں۔ بگو سرائے میں برادر محمد نور صاحب بعض مشکلات کے سبب پریشان ہیں اور محتاج دعا۔ اللہم ارحمہ۔ جعفر آباد میں قاضی سید غلام حسین صاحب کی اہلیہ صاحبہ بیمار ہیں اور لاہور میں وہ خود۔ خدا تعالیٰ دونو کو شفا بخشے آمین۔ قادیان میں مکرمی قاضی اکمل صاحب کے عیال و اطفال و برادر محمد سردار خان سیکریٹری ڈاکٹر لودیانوی۔ اہلیہ شیخ یعقوب علی صاحب مفتی فضل الرحمن صاحب اور ان کی اہلیہ صاحبہ۔ عبد الغنی شاہ صاحب پوسٹ ماسٹر اور ان کا بچہ دیسے بیمار ہیں۔ دعا کی بہت ضرورت ہے بھوپال میں جناب بقا اللہ صاحب احمدی کی بیوی مختلف عوارض میں مبتلا ہیں کسی علاج معالجہ سے کلی صحت حاصل نہیں ہوئی آخری چارہ دعا ہے۔ شاہ دیوال کے مفتی نور احمد صاحب کا فرزند مبتلائے تپ ہے۔ حضرت اقدس نیز جملہ خدام سے خواستگار دعا ہیں۔ اللہ تعالیٰ شفا بخشے تو ایک تنخواہ کار خیر میں نذرانہ دونگا۔ شملہ میں اہلیہ حفیظ اللہ صاحب سخت بیمار ہیں۔

جنازہ غائب افسوس ہے کہ سید کبیر الدین احمد صاحب کے والد بزرگوار جناب سید شاہ رکن الدین احمد صاحب قدس سرہ بتاریخ ۱۲ محرم ۱۳۳۴ھ مطابق ۲۱ نومبر ۱۹۱۵ء بروز یکشنبہ وضو کرتے ہوئے اچانک رحلت فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اللہ تعالیٰ آنمکرم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق بخشے جناب مغفور کے تعلقات حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور نیز حضرت خلیفہ اولؓ کے ساتھ نہایت مخلصانہ تھے۔ شاہ صاحب مرحوم مغرب سے قبل ہر طرح سے اچھے تھے۔ وضو کرنے کے لئے بیٹھے ہاتھ دھوئے منہ میں پانی ڈالا اور یکایک روح پاک علی اعلیین کیجانب پرواز کر گئی۔ دارالامان قادیان میں حضرت اقدس ایدہ اللہ نے آپ کا جنازہ پڑھا دیا ہے۔ بیرونجات کے احباب بھی جنازہ غائب پڑھیں۔

متفرقات زور آور سے علاقہ دکن سے ایک صاحب خبر دیتے ہیں کہ وہاں طاعون کا بڑا زور ہے گاؤں کے گاؤں خالی پڑے ہیں۔ لوگ جنگلوں میں بسیرا لے رہے ہیں۔ اور سخت حیران پریشان ہیں مسیح موعود علیہ السلام کا الہام پورا ہو رہا ہے۔ شرکت جلسہ سے معذور۔ سیالکوٹ سے ایک دوست نے لکھا میں غریب اور عیالدار ہوں شرکت جلسہ کے مصارف برداشت نہیں کر سکتا۔ اگر شرکت علماً لازمی ہو تو سب کچھ چھوڑ چھاڑ کے حضرت کی خدمت میں پہنچوں۔ حضور نے لکھا کہ حکم نہیں ہے جن میں مقدرت نہ ہو وہ مجبور ہیں۔ تبلیغ کی راہیں خدا خود نکالتا ہے۔ مولوی فاضل محمد فضل صاحب چنگوئی سے ایک غیر احمدی رئیس نے خواہش کی ہے کہ مجھے ترجمۃ القرآن پڑھائیں۔ خدا تعالیٰ قادر ہے کہ وہاں جاری جماعت بنجائے۔ "خدا آپ کی بہت سنتا ہے" انبالہ سے ایک غیر احمدی طالب علم نے حضرت کی خدمت میں لکھا کہ میں احمدی تو نہیں مگر حضرت مرزا صاحب کی چند کتابیں دیکھی ہیں۔ آپکے دعوؤں کا اقرار کرتا ہوں اور اس بات کا قائل ہوں کہ خداوند کریم آپ کی دعائیں بہت جلد ہی قبول کرتا ہے۔ اگر اجازت دیں تو کبھی کبھی دعا کے واسطے عریضہ لکھا کروں۔ ارشاد ہوا کہ بیشک دعا کے واسطہ لکھا کریں بشوق آپ۔ جہرم کوٹ بگہ سے اخویم مکرم شیخ عزیز الدین صاحب حضرت کی خدمت میں تحریر فرماتے ہیں کہ حضور کی دعا سے برخوردار شیخ احمد علی کو ضعف حدوث کو خداوند کریم نے شفا بخشی۔ فالحمد للہ اور جلسہ پر حاضر خدمت ہونگے۔ انشاء اللہ جلسہ کے بعد۔ بلبگڈھ سے سید انوار حسین صاحب اور فرید آباد سے شیخ عبد الرحمن صاحب نے لکھا کہ مخالفین بہت بڑھ بڑھ کر بولتے ہیں۔ تبلیغ کی از حد ضرورت ہے۔ حضور نے فرمایا کہ بعد جلسہ کے انشاء اللہ انتظام کر دینگے خیبت سرحدی۔ ماسٹر عبد الرحمن صاحب کا پیغام تار آیا کہ حضرت سے ہوتے بخیر پہنچ گئے۔ فالحمد للہ۔

تصحیح وصیت وصیت نمبر ۱۰۰۶ اور ۱۰۰۷ و ۱۰۲۲ مندرجہ الفضل مورخہ ۱۱ دسمبر کو علی الترتیب اس طرح درست کر لیں۔

۱۰۰۶ زینب بی بی زوجہ حاکم دین ساکن قادیان زیور مہر ۵۵ کے ۱/۳ حصہ کی وصیت کی۔

۱۰۰۷ اسماۃ پناہ بی بی زوجہ محمد حافظ صاحب برادر زادہ حضرت خلیفۃ المسیح اولؓ ساکن قادیان زیور و مہر دو ہزار روپیہ کا دسواں حصہ۔

۱۰۲۲ محمد حافظ صاحب برادر زادہ حضرت خلیفہ اولؓ اپنی جائداد قیمتی ۴ ہزار کا ۱/۴ حصہ وصیت کی اور اس میں سے ۵ سو روپیہ ادا بھی کر دیا جزاہ اللہ۔

ریویو درثمین کا نیا اڈیشن (حصہ اردو) حال میں اہتمام خاص سے شائع ہوا ہے۔ کاغذ لکھائی چھپائی صحت ہر بات قابل تعریف ہے۔ ہر نظم بہ ترتیب تصانیف درج کی گئی ہے اور اشعار کے حسب حال عنوان بھی دیئے ہیں تاریخوار حوالے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کے پہلے اڈیشنوں سے دیئے گئے ہیں۔ شروع میں مثل سابق فہرست بھی درج ہے۔ بابا نانک کے چولہ کی تصویر بھی اپنے موقعہ پر بہت عمدگی سے زیب دی گئی ہے جو درثمین کے کسی پہلے اڈیشن میں نہیں نکلی۔ نیز بعض اشعار کے ساتھ حضرت اقدس نے جو ضروری حواشی رقم فرمائے تھے وہ بھی فٹ نوٹوں میں درج کر دیئے ہیں سرورق بہت خوبصورت رنگین لگایا گیا ہے غرض یہ اڈیشن بہت پیارا اور دلکش ہے۔ اور اس کے شائع کنندہ برادر محمد یامین

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم
الفضل
قادیان دارالامان مورخہ ۱۴ دسمبر ۱۵ء

تمہاری غیرت گوارا کریگی؟

حاشا و کلا!

ایک برگزیدہ برحق مقام محمود پر کھڑا کیا گیا۔ خدا نے خود اسکو سراہا۔ اس شمع بزم خلافت کے پروانے محمودی کہلائے شکر ہے کہ اسکے برعکس نسبت نہیں دیئے گئے۔ مدح کی ضد ذم ہے اور ممدوح کے بالمقابل مذموم۔ مگر عام طور پر مدح تو انسانوں کی ہوتی ہے۔ اور حمد خدائے پاک کی۔ یا اسکی جسے خدا بھی عرش پر سراہے (احمدک اللہ من عرشہ) یا اسکی جو کان اللہ نزل من السماء کا رتبہ اعلیٰ پائے۔ پس جب وہ جو لیسے پاک وجودوں کے خلاف علم بغاوت بلند کرتے ہیں تمہیں اپنی طرف بلائیں کہ آؤ ہمیں دیکھو اور ہماری سنو" تو تم سوچو اور سمجھو کہ انکی اصل غرض کیا ہو سکتی ہے؟ یہی نا کہ "ہم وہ ہیں جنھوں نے خدا کے مامور کی عظمت و منزلت کو اپنے پاؤں میں روندنا چاہا۔ اور سنو جو ہم کہتے ہیں کہ خدا نے اپنے کوئی وعدے پورے نہیں کئے نہ اس سے ایفا کی امید۔ اور اسکے رسول کریم نے جو نبی اللہ کی خوشخبری دی وہ بھی (پناہ بخدا) نری طفل تسلی تھی۔ اور اس کے مسیح نے تیس چالیس سال تک جو سبق رٹوایا۔ وہ (معاذ اللہ) مجذوب کی بڑ تھی۔ اور سنو کہ عظمت اس مقام کی نہیں جہاں خدا کا پیارا نازل ہوا بلکہ عظمت کی اصل حقدار وہ ناشدنی جگہ سمجھو جہاں وہ پیارا پیام اجل کو لبیک کہتا اور محسن کش ایمان فروشوں سے بیزار ہو کر اپنے مولا کی طرف سدھار جاتا ہے (انا للہ) سنو کہ انکی ساری درد بھری فریادیں اکارت گئیں کیونکہ خداوند کے حضور ایک کی بھی شنوائی نہ ہوئی۔ اس کے اہلبیت انکی ذریت جنکی تطہیر اور جن کے اصطفا کا یقین دلایا گیا تھا۔ وہ سب (معاذ اللہ) تقویٰ و طہارت سے خالی صدق و صفا سے بیگانہ اور دین حق کے دشمن بن گئے۔ دیکھو ہم اسی لئے دن رات ان کو مٹانے اور نیچا دکھانے کی سر توڑ کوششوں میں لگے ہوئے ہیں وغیرہ وغیرہ۔ تب اے مسیح موعود کے مخلص غلامو اے رسول عربی کے اخلاص کیش کفش بردارو۔ ہاں اے خدائے غیور کے باحمیت بندو! تم میں سے کس کی غیرت گوارا کریگی کہ دارالامان مہدی کو حقیقی اور واقعی مدینۃ المسیح کو تخت گاہ رسول کو منارۃ البیضاء کی پاک سرزمین کو ہاں اس خطہ مقدس کو جسے خدا نے ارض حرم قرار دیا اور اس عظیم الشان قریہ مبارکہ کو جو لاکھوں فدائیان سلسلہ حقہ کے امام محترم کا مقام خلافت ہے اور نبی اللہ بلکہ خود خدائے تعالیٰ

کے حسب منشاء جماعت کا دائمی مرکز چھوڑ کر اور کسی طرف جائے؟ کیا تم کسی فرضی و جعلی مدینۃ المسیح کی جانب قدم صدق و اخلاص سے چلکر جا سکتے ہو۔ جہاں نہیں وہ کچھ دیکھنا اور سننا ہوگا جو ہم نے اوپر بتلایا؟ احمدی کہلا کر تمہاری ایمانی غیرت اجازت دیگی کہ احمدیت کو مٹانے والوں کا ساتھ دو۔ اعدائے دین و ملت کی رونق محفل بڑھاؤ۔ اور خدائے ذوالجلال کے دفتر میں بر و تقویٰ کے بجائے اثم و عدوان کے معین و مددگار لکھے جاؤ؟ حاشا و کلا

محسن کش

اسلام پر ایسا وقت پڑا ہوا تھا کہ اس سے پہلے کبھی نہیں پڑا۔ قرآن کریم ثریا پر اٹھ گیا تھا۔ دنیا تاریکی ضلالت سے اندھیر ہو رہی تھی۔ افراد امت کیا عوام کیا خواص دین اللہ کی حقیقت کو بالکل بھلا بیٹھے تھے غرض "مسلمان در گور مسلمانی در کتاب" کا پورا نقشہ کھنچا ہوا تھا اور زمانہ کی حالت ظہر الفساد فی البر والبحر کا اعادہ کر رہی تھی کہ عین چودھویں صدی کے سر پر جیسا کہ وعدہ تھا ان تمام مصائب سے نجات دلانے والا نور آسمان سے نازل ہوا جسکی روشنی سے بہتوں نے اپنے اندھیروں کو دور کیا اور صراط مستقیم کے ہدایت یافتہ کہلائے لیکن واحسرتا واویلا کہ انہی میں سے کچھ عجب و انانیت کے پتلے نخوت و نفسانیت کے بندے۔ ایسے بھی نکل آئے جنھوں نے اس آسمانی نور سے بہرہ یاب ہوئے پیچھے فطرۃ یہی پسند کیا کہ اس نور کو تاریکی بتلائیں۔ تریاق کو سم قاتل۔ اور حقیقی حیات کو جو انھیں نصیب ہو گئی تھی۔ موت جانیں۔ کیونکہ وے دراصل اپنے اندر کچھ تاریکی باقی رکھتے تھے۔ پھر دنیا طلبی کا زہر ہلاہل تقدیم دین کا عہد بھول جانیکے سبب انکے قلوب بلکہ تمام اجسام میں سرایت کر گیا۔ اور ایمانی و عملی حالت کے لحاظ سے واقعہ میں ان پر ایک موت ہی وارد ہو گئی یہی ہیں جنھیں محسن کش کہتے ہیں اور ایسوں کا خمیازہ اعمال یہی ہو سکتا تھا پس ویل ہے اسپر جو حیات ابدی کے چشمہ سے سیراب ہو کر اس سے پھر جائے اور نامرادی کی موت مرے۔ ویل ہے اسپر جو اجالا چھوڑ کر گھپ اندھیرے کی طرف لوٹ جائے اور ہاں ویل ہے اسپر جو سیدھے رستے سے بھٹک کر ضال بھی بنے اور نفس و شیطان کا شکار ہو کر مغضوب بھی ہو

إِنَّ رَبِّيْ لَا يَضِلُّ وَلَا يَنْسٰى

تحقیق میرا رب نہیں بھولتا بہکتا۔ وہ اپنے پیارے مامور سے کچھ وعدے فرماتا ہے اور ٹھیک ٹھیک پورے کرتا ہے۔ وہ اپنے رسول پاک کو۔ ہاں اپنے مہبط وحی کو سلاتے پیارے حبیب کے بروز اتم کو اسکی آنکھوں سے دکھلا دیتا ہے کہ تیری تخت گاہ کا مستقبل شاندار ہے اور تیری پاک نسل کا اقبال روز افزوں ترقی پانے والا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوتا ہے اور تا قیام قیامت حرف حرف اس کا بول بالا ہوتا رہے گا۔ مگر آہ! وہ جو بھلا دینے والے ازلی دشمن کے دام میں پھنسکر عہد وفا سے پھر گئے۔ کہتے ہیں کہ خداوند

بھول گیا (پناہ) اسی کی اچھونے سے قریہ کو وہ عظمت و جلال دے بیٹھا جو ایک بڑی بستی کا حق تھا۔ پر نادان کو کیا خبر؟ کہ اس نے حقیقت قریہ کا جلال تو ابدالآباد تک کے لئے لکھا جا چکا ہے مگر عظیم الشان بستیوں کی نسبت خداوند نے خبر دی کہ ایک وقت ہو گا جبکہ لوگ کہینگے وہ بھی کوئی شہر تھا۔ پس خداوند نہیں بھولا وہ اپنے منہ کے بول ایک ایک کر کے پورے کریگا جسے دیکھنے والی آنکھیں دیکھیں گی بلکہ ابھی سے دیکھتی ہیں۔ صدق وحق کے اعداء ناخنوں تک زور لگالیں۔ رب الافواج کے مقابلہ میں کوئی زور نہیں چلا کرتا کسی میں یہ طاقت ہے؟ کہ قریہ کدعہ کی مرکزی عظمت کو مٹا سکے؟

شاید وقت آلگا ہو

اصحاب الفیل نے کعبۃ اللہ کو پامال و مسمار کرنا چاہا رب کعبہ نے انہی کو مٹا دیا۔ آج بھی ایک ارض حرم کو اسی خطہ پاک کی مماثلث کا شرف حاصل ہے اور شب و روز اس کے درپے تخریب رہنے والے بھی موجود۔ ڈیڑھ دو سال ہونے آئے ایک وقت خاص میں برابر بلا ناغہ رب کعبہ کے حضور کھڑے ہو کر سورۃ الفیل پڑھی گئی کسی پیلے کی زبان مبارک پر خود بخود جاری ہو جاتی ہے اس میں کوئی سر گفتنی نہ ہو۔ چہ دوسرے قیام میں رب الناس سے کیوں بالتزام پناہ مانگی جارہی ہے ملک الناس کی کیوں دہائی دیجاتی ہے الہ الناس کے حضور کیوں فریاد و درد بلند ہوتی ہے؟ کہیں کوئی اصحاب الفیل کے مثیل تو نہیں بنگئے خون ناحق کی تہمتیں لگا کر لوگوں کے سینوں میں وسواس ڈالنے والے خناس تو ظاہر نہیں ہو گئے؟ شیطان و رحمان کی آخری جنگ کا زمانہ ہے۔ کوئی کہہ سکتا ہے کہ معاذ اللہ رحمان کے مقابلہ میں وہ حریف سفلہ غالب رہیگا؟ توبہ توبہ!! مقام خوف ہے۔ خدا ترس دل لرزتے ہیں بدن کانپ جاتے ہیں جو خدا کا ہے اسے کون مٹا سکے گا؟ جو حسرت باقی ہو مٹالیں آخر آنکھ نہ دیکھ لیگا کہ قادر ذو الجلال سے جنگ ٹھانے والوں کا مآل کیسا ہوا کرتا ہے۔

سب نشے ہرن ہو جاتے ہیں

دولت کا گھمنڈ وجاہت عزت کا غرہ۔ جاہ و منصب کا غرور۔ روبہ بازیوں اور زمانہ سازیوں کا زعم سب زوری زبان آوری کی ترنگ۔ غرض تمہیں پر کیا ترس آئے؟ ہادی انظر میں ان بیچاروں کا لپس کر لینا سہل ہو جانا یقینی ہے لیکن دشمن نادان تجبے راہ کیا جائے کہ حق اسی طرف ہے تو رب عیور کے حضور انہی کا پلہ بھاری ہے غیرت الہی جوش میں آتی ہے تو اعداء حق کو مسیم کرنیوالی آگ کی طرح خاکسیاہ کر کے چھوڑتی ہے۔ جن کو حق ماننے قبول کرنا اصعبات ہے۔ مگر کھلم کھلا شوخی و شرارت بیکرانہ لینا دل آزاری بہتان بندی اور افتراء پردازی کو آگ کا ذراب جھکر فساد و فساد کی آگ بھڑکانے میں کوئی دقیقہ باقی نہ چھوڑنا تو بالیقین مورد عذاب الہی بننے کے لچھن ہیں۔ خوف خدا بھی آخر کوئی چیز ہے! وہ کیوں دلوں سے اٹھ گیا؟ کیا نہیں جانتے کہ جب آسمان سے ایک ہاتھ آخر غفلت کے پردے اٹھا دیتا ہے تو بادشاہی وجاہت و ثروت کیا چیز ہے اچھے اچھے جاہ و جلال والوں کے بھی سارے نشے ہرن ہو جاتے ہیں مبارک جو بری گھڑی آنے سے پہلے اپنے انجام کو سوچ لیں ؎

خوش ہیں خوشیوں کے متوالے ۔ نشے میں سب اترنیوالے

غم کی گھٹا آتی ہے گرجتی ۔ گھڑی میں ہاں گھڑیال ہے بجتی

(رحمانی)

دام تہ دانہ

تازہ پیام اپنے ہم خیالوں کو سالانہ جلسہ سالانہ میں شریک ہونیکی زور سے دعوت دیتا اور ساتھ ہی یہ بھی کہتا ہے کہ ہمارے احباب اپنے ساتھ غیر احمدیوں اور بالخصوص محمودیوں کو لانے کی بالضرور کوشش کریں خواہ ان کے لئے اپنی گرہ سے ہی کچھ خرچ کرنا پڑے۔ اگر ایک سعید روح بھی تمہاری کوششوں سے راہ صدق و صواب پر آجائے تو یہ تمہاری کروڑہا روپے کی دولت سے ہزارہا درجہ بہتر ہے" چھوڑ گے چلکر کہتا ہے کہ "جن اغراض کے لئے اس قدر روپیہ خرچ ہو رہا ہے وہ یہی تو ہیں کہ لوگوں کو صراط مستقیم پر لانے کی کوشش کی جائے۔ اسی کا نام دوسرے لفظوں میں حفاظت و اشاعت اسلام ہے" آخر میں اس مائدہ روحانی کا شوق دلایا گیا ہے جس کی دعوت دیجاتی ہے اور جو ہم پہنچایا جانیوالا ہے" مگر افسوس اس کی توضیح کچھ بھی نہیں کی گئی گو اوپر کی عبارت سے اس کا پتہ چل جاتا ہے اس واسطے ضرورۃً ہم ہی اس پر روشنی ڈالے دیتے ہیں۔ اس مائدہ روحانی میں کیا کیا تیار ہو گی الا زمانہ اور بالیقین ارواح مومنین کے لئے وہی سخت مضر صحت الابلا ہو گی جس کی برسوں سے کھچڑی سی پک ہی تھی اور ابتو باسی ہو کر اس میں سخت عفونت بھی پیدا ہو گئی ہے۔ اور اس کا خلاصہ بجز ان چند خطرناک سوالات کے قطعًا اور کچھ بھی نہیں کہ معاذ اللہ قادیان ایک مشرکانہ گدی ہے۔ مسیح موعود نہ احمد ہے نہ نبی اللہ بلکہ ایک معمولی مجدد۔ مرکز احمدیت اب دارالامان نہیں رہا دار الحرب بنگیا ہے۔ اور مسیح کی ذریت مع تمام جماعت کے راہ صدق و صواب اور صراط مستقیم سے ہٹ گئی ہے۔ جس کے صاف صریح معنی یہ ہوئے کہ مسیح موعود معاذ اللہ دنیا سے ناکام گیا اس کی جماعت بگڑ گئی یا اگر اس کی کچھ باقیات الصالحات دنیا کے پردہ پر بچی ہیں تو وہی معدودے چند خود فراموش ناحق کوش ہستیاں جو آج بڑی جسارت اور دلیری سے اس کو اس کے خداداد مدارج عالیہ سے جواب دے رہی ہیں۔ اور جن کی تمام تر مساعی کا مصرف اب یہ ایک ہی مدعا رہگیا ہے کہ کسی طرح جماعت کی امتیازی خصوصیات کو منکران مسیح و مہدی کی دلداری پر سے قربان کر کے احمدیت کا نام و نشان دنیا سے مٹا دیا جائے۔ اور سلسلہ کا مرکز مقدس جو آسمانی بشارات کے مطابق نزول انوار و برکات کی جگہ اور انتہا ترقیات کا مقام واجب الاحترام ہے محض خلافت حقہ اور اہلبیت الطہار کی عداوت میں ایک مقہور و مغضوب بستی ثابت کیا جائے جس کیلئے کرایہ ہی بلکہ آپ کیطرف کا بھی گرہ سے خرچ کرنا بھی لالچ دیا جاتا ہے۔ لیکن الحمدللہ ہمیں اطمینان ہے کہ جماعت احمدیت ایسی ایمان فروش نہیں ہے جو ہاتھ کے میل کی طرح آنے والے دین و ایمان کو معرض خطر میں ڈالے۔ وہ دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کے عہد واثق پر بفضل خدا قائم ہے۔ اسے اپنے ضمیر کو گندے کرنے نہیں آتے وہ فانی وجاہت و شہرت پر اس لازوال عزت کو ہرگز ہرگز قربان نہ کریگی جو مومنوں کو بارگاہ رب العزت سے عطا ہوتی ہے۔ اسے چند کھوٹے پیسوں کا لالچ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

چاٹگانگ کی شاہی جامع مسجد میں مباحثہ

(اور تقریباً)

پانچہزار آدمیوں کے بالمقابل ہماری فتح

فالحمد للہ علیٰ احسانہٖ

بہت کوشش کی گئی کہ مناظرہ باضابطہ طریقہ سے امن و انتظام کے ساتھ عمائد شہر کے مشورہ سے ہو۔ لیکن مولوی صاحبان جن کو اپنی جماعت کی کثرت پر ناز اور جہلاء پر اپنی مولویت جتلانے کا شوق ہو وہ بھلا کب چپکے بیٹھ سکتے ہیں۔ بغیر مشورہ اور بغیر اطلاع جھٹ ایک اشتہار شائع کر دیا گیا جسمیں علاوہ اور جھوٹی باتوں کے یہ بھی شائع کیا گیا کہ ۲۰ نومبر کو بعد نماز جمعہ جامع مسجد میں ایک مباحثہ ہوگا۔ چونکہ قادیانی جماعت کا ایک خلیفہ (جماعت احمدیہ کا تو ایک ہی خلیفہ قادیان میں ہے) آیا ہوا ہے اور چاٹگانگ کے لوگوں کو گمراہ کر رہا ہے۔ اس لئے تمام مسلمانوں کو چاہیئے کہ اس مباحثہ میں اگر شریک ہوں وغیرہا۔ اور لوگوں کو جتلانے کے لئے ایک رقعہ بھی مولوی محمد ناظر صاحب نے لکھ کر بھیجا کہ میں مولوی مبارک علی صاحب بی۔ اے بی ٹی کو ثالث مانتا ہوں۔ مولوی مبارک علی صاحب نے مولوی صاحب کو یہ لکھا کہ اگر آپ واقعی مجھکو ثالث مانتے ہیں تو آپ پھر سوچ کر مجھ کو مطلع فرمایئے کہ میں خدا کے لئے ایمانًا اور حقًا جو فیصلہ کرونگا اسپر آپ عملدرآمد کرینگے۔ اگر آپ اس کے لئے طیار ہیں تو ذیل کی شرطوں کو منظور فرما دیں۔ میں ان شرطوں پر ثالث ہونا قبول کرتا ہوں ۔

اول یہ کہ مباحثہ پہلے حیات و ممات مسیح پر ہو۔ جیسا کہ آپنے خود لکھا ہے ۔ دوم یہ کہ جو مدعی ہو وہ دو تقریریں کرے ایک اول ایک آخر۔ اگر آپ حیات مسیح ثابت کریں تو آپ دو تقریریں کریں۔ حکیم مولوی خلیل احمد صاحب صرف ایک تقریر کرینگے اور وفات مسیح ثابت کرینگے۔ میں مولوی حکیم خلیل احمد صاحب کو بھی مانتا ہوں تو وہ دو تقریریں کرینگے۔ اور آپ صرف ایک۔ ہر ایک تقریر صرف ایک ایک گھنٹہ تک ہوگی۔ درمیان میں ایک لفظ کسی کو بولنے کا حق نہ ہوگا۔ اگر کوئی شخص خلاف واقعہ یا بے ثبوت یا بغیر حوالہ کتاب و صفحہ وغیرہ کے بات کہے تو دوسرا فریق اسکو نوٹ کر رکھے۔ اپنے وقت میں اس کا اظہار اور تردید کردے ۔ سوم یہ کہ شہر کے چند معززین (جن کا نام لکھ کر دیا گیا تھا) میں سے جو امن کا ذمہ لیں ان کی ایک تحریر میرے پاس بھیجدیں۔ خدا جانے مولوی صاحب کو کس دلیل اور ثبوت پر ناز تھا یا اس کے اندر کوئی اور بات پوشیدہ تھی۔ مولوی صاحب نے فورًا لکھ کر بھیجا کہ آپ کی سب شرطیں مجھ کو منظور ہیں۔ پس جمعہ کے روز ہم لوگ انتظار میں ہے کہ اب مولوی صاحب امن کی ذمہ داری کا خط لکھ کر بھجوا دینگے تو چلیں گے یہانتک کہ عاجز نے مولوی مبارک علی صاحب کے مکان پر چار آدمیوں کے ساتھ جمعہ کی نماز ادا کی۔ ایک تو ہمارا پُر جوش بھائی نیا احمدی تھا جس نے بیعت کا خط چند روز ہوئے بھیجا ہے۔ اور جو ہر وقت ہمارے ساتھ جان نثاری اور رفاقت کا بہتر ثبوت دیتا ہے دوسرے مخلص بھائی مولوی مبارک علی صاحب تیسرے انکی والدہ محترمہ جنہوں نے پردہ کے ساتھ جمعہ میں شرکت کی چوتھا میں۔ اور ہم لوگوں نے دعائیں کیں۔ اور بہت تیار ہو بیٹھے۔ لیکن افسوس کہ کوئی ذمہ واری کا خط نہ پہونچا۔ کچھ دیہاتی مسلمان ہمارے پاس نماز جمعہ سے فارغ ہو کر آئے۔ میں نے پوچھا کہ آپ لوگ کدھر آئے ہیں تو ان سب نے کہا کہ صرف آپ کو دیکھنے کے لئے۔ میں نے سمجھا کہ یہ بیچارے شاید مجھ کو ہی مہدی سمجھ کر دیکھنے آتے ہیں میں نے انکو سمجھانا شروع کیا۔ اور جنگلہ کا رسالہ ان کو دیا جو بہت شوق سے اُن لوگوں نے لیا۔ تھوڑی دیر کے بعد ہی ایک بڑی جماعت پہونچی۔ جنہوں نے اخویم مبارک علی صاحب کو یقین دلایا کہ ہم لوگ امن کا ذمہ لیتے ہیں۔ آپ لوگ چلیں۔ گو یہ لوگ ان لوگوں میں سے نہ تھے جن سے ذمہ واری چاہی گئی تھی۔ لیکن اخویم مولوی مبارک علی صاحب نے اور خدا پر بھروسہ کر کے مجھے کہا کہ چلئے۔ ہم لوگ تین آدمی جامع مسجد میں پہونچے۔ آدمیوں کی بہت کثرت تھی۔ حضرت احمد قادیانی علیہ السلام کے غلاموں کے پہونچنے کے ساتھ اس مجمع میں سے گونج سی اٹھی۔ مجمع میں علاوہ عوام کے تقریبًا دو ڈھائی سو ایسی مخلوق بھی تھی۔ جن کو مولوی کہتے ہیں۔ لیکن افسوس کہ چاٹگانگ کے معتدل مزاج علماء اور تعلیم یافتہ لوگوں میں سے نہ شمس العلماء مولوی کمال الدین صاحب تھے۔ اور نہ مولوی عبداللطیف صاحب پروفیسر کالج اور نہ مولوی نثار اللہ صاحب پروفیسر کالج اور نہ مولوی جلال الدین صاحب وکیل اور نہ مولوی عبدالستار صاحب وکیل وغیرہ تھے۔ اخویم مولوی مبارک علی صاحب نے مولوی محمد ناظر صاحب کی منظور کردہ شرائط کو پڑھ کر سنایا۔ اور کہا کہ میں اجازت دیتا ہوں کہ پہلے مولوی محمد ناظر صاحب حیات مسیح پر تقریر کریں۔ اور اگر مولوی صاحب پہلے تقریر کرنی مناسب نہ سمجھتے ہوں تو حکیم مولوی خلیل احمد صاحب (یعنی عاجز راقم) وفات مسیح پر تقریر کریں لیکن مولوی محمد ناظر صاحب اور مولوی محمد حسین محدث وغیرہ نے ایک فہرست کتابوں کی میرے سامنے پیش کی کہ ان کتابوں کو آپ مانتے ہیں یا نہیں۔ میں نے کہا کہ ان کو آپ کو پہلے طے کر لینا چاہیئے تھا۔ اچھا میں اپنی تقریر میں بتا دونگا کہ میں کن کن کتابوں کو مانتا ہوں۔ آپ نوٹ کر لیجئے گا۔ لیکن مولوی صاحب نے جب اصرار کیا تو میں نے اس فہرست کو لیکر دیکھا تو میرے دل میں درد ہوا اور افسوس سے کہنا پڑا کہ یا رب ان قومی اتخذوا القرآن مھجورا۔ اس فہرست میں قرآن پاک کا نام نہ تھا میں نے کہا کہ یہ کیسی فہرست ہے جسمیں کتاب اللہ کا نام نہیں۔ مولوی صاحب کچھ شرما گئے۔ اور کہنے لگے۔ ان میں جتنی تفسیریں ہیں یہ سب قرآن ہی تو ہیں میں نے کہا کہ تو اب معلوم ہوا کہ جلالین ایک قرآن ہے کبیر ایک قرآن ہے۔ بیضاوی ایک قرآن ہے وغیرہ۔ ایک قرآن کہتا ہے کہ مسیح سات گھنٹہ یا تین دن کے لئے مر گئے تھے تیسرا قرآن کہتا ہے کہ مسیح بالکل ہی مر گئے۔ پس ان متعدد قرآنوں میں کونسا قرآن سچا ہے قرآن کی تعریف ہے۔ لو کان من عند غیر اللہ لوجدوا فیہ اختلافا کثیرا۔ مگر اب آپکے قول سے معلوم ہوا کہ قرآن میں اختلاف کثیرہ ہے۔ اور میں نے کہا کہ مولوی صاحب۔ اگر یہ قرآن ہی آپس میں لڑ جائیں تو ان کا حکم اور فیصلہ کرنے والا کون ہوگا سو مولوی صاحب نے کہا کہ دوسری تفسیریں ہیں میں نے کہا کہ آپنے جن جن تفسیروں کا نام اس فہرست میں لکھا ہے۔ خدا کے فضل سے ان میں سے ہر ایک میں ہمارے موافق بھی اقوال ہیں اور آپکے موافق بھی پس اس تنازع کا فیصلہ اسی طرح ہو سکتا ہے کہ قرآن کو مقدم رکھا جائے اور قاضی و حکم قرار دیا جائے فان تنازعتم فی شیء فردوہ الی اللہ والرسول۔ پس قرآن اور حامل قرآن ہی آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم قرار دیا جائے۔ مولوی صاحب نے کہا میں تو مجتہد نہیں ہوں میں نے کب کہا کہ میں مجتہد ہوں تو ہر ایک بڑے مجتہد کی رائے اسی بارے میں مانتا ہوں۔ حضرت امام ابو حنیفہ رح فرماتے ہیں اذا قلت قولاً وکتاب اللہ یخالفہ فاترکوا قولی بکتاب اللہ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اعرضوا حدیثی علی کتاب اللہ فان وافقہ فھو منی وانا قلتہ یہی ہمارا مسلک ہے۔ میں قرآن پاک کو مقدم رکھتا ہوں اور جس کتاب یا جس قول سے کلام اللہ کی تکذیب نہ ہوتی ہو ان سب کو مانتا ہوں۔ اسی اصل پر میں آپکی پیش کردہ کتابوں کو مانتا ہوں لیکن میں چاہتا ہوں کہ ان سب کے اوپر کلام اللہ یعنی فرقان مجید کا نام درج کیا جائے مولوی محمد ناظر صاحب مناظر اور مولوی محمد حسین صاحب محدث سے جب ان باتوں کا جواب نہ ہو سکا تو مولوی مبارک علی صاحب نے کہا کہ اب میں تقریر شروع کرتا ہوں آپ بحث کرتے جائیں مولوی صاحب کے سارے منصوبے کو جس کے زعم پر بھروسہ کرکے مولوی صاحب نے بحث کی جرأت کی تھی جب مذکورہ بالا محکم اور استوار اصول نے توڑ دیا تو پھر مولوی صاحب نے کہا کہ میں آپکو ثالث نہیں مانتا آپ عربی نہیں جانتے ہیں مولوی مبارک علی صاحب نے کہا کہ آپنے جان بوجھکر اور بڑے اصرار کے ساتھ مجبور کرکے مجھکو ثالث بنایا ہے اب میں جو کچھ انصافاً کہتا ہوں تو اس پر عمل نہیں کرتے ہیں تو مولوی صاحب نے کہا کہ آپ اس طرح باتیں نہ کریں ورنہ میں لوگوں کو روک نہ سکونگا دوسرے لفظوں میں اس کے معنے یہ ہیں کہ مولوی صاحب نے اپنی جمعیت کا رعب ڈالنا چاہا۔ لیکن مولوی مبارک علی صاحب نے کھڑے ہوکر شرائط اور مولوی صاحب کے اصرار اور بعد کو شرائط سے انکار اور کتابوں کے متعلق اصولی باتوں کو سمجھایا۔ اور کہا کہ باوجود اس قدر زور و شور کے اب مولوی صاحب بحث پر راضی نہیں ہوتے تو اس میں میرا کوئی قصور نہیں جب مولوی محمد ناظر صاحب جن کو اشتہار میں بحر العلوم لکھا گیا تھا اس طرح لاجواب ہو گئے تو مولوی محمد ناظر صاحب کے رقیب جناب مولوی عبد المجید صاحب جنکو ان کی پارٹی کے لوگ فخر بنگالہ کہتے ہیں۔

بلائے گئے اور آپ مجمع کو چیرتے ہوئے تشریف لائے جناب بحر العلوم صاحب تو ممبر کی اوپر کی سیڑھی پر تھے فخر بنگالہ صاحب اس کی دوسری سیڑھی پر بیٹھے تیسری سیڑھی پر کونہ کا سہارا ہو کر میں اور مولوی مبارک صاحب بیٹھے۔ مولوی عبد المجید صاحب نے بھی آتے ہی یہی کہا کہ میں آپ کا ثالث ہونا پسند نہیں کرتا۔ حالانکہ نہ تو مولوی عبد المجید صاحب سے مباحثہ ہونا قرار پایا تھا اور نہ ان سے شرائط طے ہوئے تھے۔ اس پر میں نے کھڑے ہو کر کہا کہ حضرات آپکو معلوم ہونا چاہیئے کہ نہ تو مولوی مبارک علی صاحب نے درخواست پیش کی تھی کہ مجھے ثالث بناؤ اور نہ انکی خواہش ہے کہ ضرور ہی ثالث رہوں۔ یہ تو خود مولوی محمد ناظر صاحب کی زبردستی اور ان کا اصرار تھا جو انہوں نے اس کو قبول کیا میں نہیں سمجھتا کہ کس نیت سے یہ ثالث قرار دیا تھا اور پھر خود ہی اپنی تحریر کے خلاف کر رہے ہیں۔ میں ایک مسافر ہوں پیغام حق پہونچانے آیا ہوں ہماری باتوں کو سننے کی خواہش ہو تو سنیں اگر نہ سنیں تو میں مجبور بھی نہیں کرتا۔ اسی طرح اگر مناظرہ کرانیکی خواہش ہو تو میں موجود ہوں۔ لیکن میں ثالث کہاں سے لاؤنگا کس کی خوشامد میں کرتا پھرونگا۔ اب میں ساری مخلوق کو جو اس وقت خدا کے گھر میں بیٹھی ہے ثالث قرار دیتا ہوں۔ آپ لوگوں میں سے ہر ایک کو میں ثالث مانتا ہوں۔ یہ مجمع بھی آپ ہی کا اور علما بھی آپ ہی کے۔ اب تو میں آگیا ہوں اور پیغام حق پہونچا کر ہی جاؤنگا۔ مولوی صاحب مباحثہ کے لئے طیار ہو جائیں لیکن جس کی ہیبت نے مولوی محمد ناظر صاحب کا نطق چھین لیا تھا اسی کے خوف سے مولوی عبد المجید صاحب فخر بنگالہ بھی لرزاں ہو گئے۔ کہا کہ وفات مسیح پر بحث کی ضرورت نہیں آپ مجھے بتائیے کہ غلام احمد صاحب ابن مریم کس طرح ہو گئے میں نے کہا وفات مسیح وحیات پر مباحثہ ضروری ہے اور علاوہ بریں آپ کا جلسہ مناظرہ بھی اسی غرض کے لئے منعقد ہوا ہے۔ میں نے سنا ہے کہ مولوی محمد ناظر صاحب نے وفات مسیح ثابت کرنیوالے کو پانچسو روپیہ انعام وغیرہ دینے کا وعدہ کیا ہے مگر یہ تو زبانی باتیں ہیں۔ دیکھئے بیت عم پر انہوں نے یہ تحریر لکھی ہے۔ وہ

زعم اور ناز اب کیا ہوا۔ وہ لکھتے ہیں:

السلام علیکم ثم لا یخفی علی اہل المذاھب الفاسدۃ خصوصاً علی من یدعی ان عیسی بن مریم علی نبینا و علیہ السلام۔ قد مات ولم یرفع بجسدہ الی السماء من طوائف المرزائیۃ ان اہل البلاد قد استقرت علی ان ینعقد مجلس فی ھذہ البلاد فعلی اھل العلم من المرزائیۃ ان یحضروا ھناک ویتکلموا بما یزعمون ولقا

قطع نظر اس کے کہ آپ کی عربی کیسی ہے مولوی صاحب کا چیلنج تو وفات مسیح پر ہی بحث کرنیکا ہے اور بنگالہ اشتہار کے ذریعہ بھی مجھکو بلایا ہے۔ بس اگر مولوی محمد ناظر صاحب اپنے چیلنج پر پچھتاتے ہیں تو آپ جو انکی جگہ پر بحث کرنے آئے ہیں آپ ہی اس پر بحث کر لیں۔ پھر وفات ثابت ہونے کے بعد آپ کو خود ہی معلوم ہو جائیگا کہ ابن مریم کے معنے کیا ہیں آیا مثیل ابن مریم یا وہی ابن مریم جو ناصرہ میں پیدا ہوئے۔ مگر افسوس کہ بار بار اس مسئلہ کے سمجھانے پر کہ پہلے وفات وحیات پر مباحثہ ضروری ہے مولوی عبد المجید صاحب بھی اس مضمون پر کسی طرح بحث کرنے پر راضی نہ ہوئے۔ لوگوں کو خوش کرنے کے لئے وہ بھی کہتے رہے کہ بتاؤ مرزا صاحب ابن مریم کیسے ہوئے پھر میں نے کہا کہ اچھا میں آپ کی اس بات کا بھی پہلے جواب دیتا ہوں لیکن آپ یاد رکھیں کہ آپ کو خود پھر حیات وممات کی بحث پر آنا پڑیگا سنیئے ابن مریم سے ہماری مراد اسرائیلی ابن مریم نہیں ہے بلکہ مثیل ابن مریم ہے اور مسیح موعود مثیل ابن مریم ہی ہے اس کے سوا اور کچھ نہیں کیونکہ وہ وفات کے بعد آ نہیں سکتے ہیں اسلام میں اور کوئی نہیں اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی سچ سمجھتے ہیں تو اس کے سوا اور کوئی معنی نہیں اگر حدیث کی وقعت رکھتی ہے تو اس کے یہی معنی ہیں ورنہ قرآن کے بالمقابل حدیث کو چھوڑنا پڑیگا لیکن میں تو کہتا ہوں کہ حدیثوں کو چھوڑنے کی ضرورت نہیں پیشگوئیاں تاویل طلب ہوا کرتی ہیں اور وقوع کے بعد اس کی حقیقت کھلتی ہے۔ ابن مریم کے لفظ پر آپ تعجب نہ کریں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت اور محبت میں جو شخص فنا

ہوتا ہے تو سلوک کی منزلوں کو طے کرتا ہوا ان مراتب کو اور نام کو پا لیتا ہے جو بنی اسرائیل کے نبیوں کے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ اکثر بزرگان دین نے بھی کہا ہے کہ میں موسیٰ ہوں میں عیسیٰ ہوں میں ابراہیم ہوں۔ میں ابن مریم ہوں۔ دیکھو بایزید بسطامیؒ اور معین الدین چشتیؒ اور شاہ نیاز وغیرہ بزرگوں کے اقوال۔ حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن عربی بھی فتوحات مکیہ میں فرماتے ہیں۔ کل من احیا حقیقۃ۔ و شئی من ملۃ الحب۔ فہو عیسیٰ بدنہ عندنا شئی من ربہ۔ ہمارے حضرت احمد قادیانی مسیح موعود علیہ السلام بھی فرماتے ہیں۔

صد ہزاران یوسفے بینم دریں چاہ ذقن
واں مسیح ناصری شد از دم او بے شمار

پس ہر ایک سچا مومن بھی مریم ابن مریم اور مسیح ناصری وغیرہ ہو سکتا ہے۔ سورہ تحریم کی آخری آیتوں سے بھی اس کا ثبوت ملتا ہے۔ مگر ہر کوئی موعود مسیح ابن مریم نہیں ہو سکتا ہے۔ مسیح موعود وہی ہوا جس کے لئے وعدہ تھا۔ اور جس نے کسر صلیب کیا جب مولوی صاحب نے یہ معقول جواب پایا اور سامعین کا رنگ بھی اپنی طرف سے پھرا ہوا دیکھا تو فخر بنگالہ صاحب نے وہ طریقہ اختیار کیا جس کی عادت یہود کے علما کو بہت تھی یعنی ہمارے کہے ہوئے الفاظ کی تحریف اور تبدیل کی اور کہنے لگے کہ آج ہمارا بہت سا شبہ رفع ہو گیا اب معلوم ہو گیا ہے کہ مرزا صاحب وہ ابن مریم نہیں ہیں بلکہ نقلی مسیح ابن مریم ہیں لیکن مجھکو نہایت تعجب اور افسوس ہے کہ مرزا نقل عیسیٰ کیوں بنے انکو تو اصل محمد ہونے کا دعویٰ ہے افسوس کہ نقل محمد نہ بنے اور ایک سیڑھی اور چڑھ کر نقل عیسیٰ کیوں بن گئے۔ اگر نقل محمد بھی اپنے کو کہتے تو مجھکو کچھ تعجب اور افسوس نہ ہوتا۔ میں نے کہا کہ مولوی صاحب آپ نے بجائے لفظ مثیل نقل استعمال کیا ہے اگر اس سے مراد جعلی اور بناوٹی ہے۔ تو میں سمجھونگا کہ آپ نے غلطی کی مرزا صاحب اصلی اور صادق موعود ہیں۔ اور مسیح موعود کو مثیل ہی ہو کر آنا تھا کیونکہ اسرائیلی ابن مریم تو وفات پا گئے وہ قیامت تک لوٹ کر نہیں آ سکتے ہیں۔ اگر نقل سے آپ کی مراد مثیل مسیح ابن مریم ہے تو آپ کو اختیار ہے۔ نقل مسیح کا لفظ استعمال کریں۔ باقی رہا یہ کہ مرزا صاحب نقل محمد کیوں نہ بنے جس کا آپکو افسوس اور صدمہ ہے۔ تو آپکو معلوم ہونا چاہئے کہ میں نے پہلے بھی کہدیا ہے کہ یہ درجہ آپکو متابعت آنحضرت اور فنا فی المحمد ہونے کی وجہ سے ملا ہے۔ اگر آپ چاہتے ہیں کہ حضرت مرزا صاحب کے الفاظ محمد ہونیکی دعاوی کو آپ سنیں تو سنیں۔ وہ کہتے ہیں ؎

منم مسیح زمان و منم کلیم خدا ۔ منم محمد و احمد کہ مجتبیٰ باشد

پھر وہ کہتے ہیں ؎

آدمم نیز احمد مختار ۔ در برم جامۂ ہمہ ابرار

اور وہ کہتے ہیں ؎

احمد اندر جان احمد شد پدید ۔ اسم من گردید اسم آں وحید

اگر میں حضرت مرزا صاحب کے تمام تحدیاً اشعار آپکو سناؤں تو شاید آپ کہدینگے کہ تم نے میلاد خوانی شروع کر دی مگر حقیقت یہی ہے کہ حقیقی میلاد شریف یہی مولود مسعود کا ہے جو کہ و آخرین منہم لما یلحقوا بہم کے وعدوں کے مطابق بروزی رنگ میں احمد قادیانی کے اندر جلوہ فرما ہوا باقی دنیا میں جتنے میلاد منائے جاتے ہیں وہ سب جعلی اور بناوٹی ہیں ؎

فخر بنگالہ صاحب نے جب دیکھا کہ جس ذلت کے خوف سے ہم نے وفات مسیح پر مباحثہ کرنے سے پہلو تہی کی تھی وہ مذمت اس طرح کے مکالمہ پر بھی مل رہی ہے اور دلچسپی کے ساتھ لوگ جواب کو سن رہے ہیں تو انہوں نے متغیرانہ رنگ بدلا۔ وہ یہ کہ کسی طرح مجمعیت میں جوش اور اشتعال پیدا کر دیا جائے چنانچہ انہوں نے کہا کہ آپ ہم مسلمانوں کے ساتھ جو کہ ہزاروں ہزار ہیں نماز کیوں نہیں پڑھتے ہیں۔ بلکہ ان سے نفرت کیوں کرتے ہیں وغیرہ۔ اتنے میں مسجد میں عصر کی اذان ہوئی۔ مجھسے کہا گیا کہ نماز کے بعد پھر جلسہ شروع ہو۔ بہتیرے آدمی اس مجمع سے باہر آئے اور حنفیہ طریقہ علیحدہ نماز ادا کی اور پھر مجمع عام میں ہو گئے مخلوق کا اژدحام اور زیادہ ہوا۔ بالفعل مولوی صاحب نے مجھسے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ پھر اپنے اعتراضوں کا اعادہ کروں میں نے کہا کہ شوق سے پھر میں نے جواب دینا شروع کیا۔ میں نے کہا کہ حدیث میں لکھا ہے آنحضرت صلعم فرماتے ہیں کہ جو شخص متقی انسان کے پیچھے نماز پڑھتا ہے وہ گویا میرے پیچھے نماز پڑھتا ہے۔ اور پھر حدیث میں امام کی شرائط ہیں اور فقہ کی کتب مثل شرح وقایہ ہدایہ قدوری وغیرہ میں بھی فاسق۔ فاجر ظالم۔ اندھے اور بلکہ حرامزادے وغیرہ کے پیچھے نماز پڑھنے کو بہتر نہیں سمجھا گیا۔ پس آپ بتاؤ کہ ایک وہ شخص ہے کہ جس نے اللہ تعالیٰ کے مامور کو مانا اور امام برحق کے ہاتھ پر بیعت کی اور ایک وہ شخص ہے جس نے اس مامور کو جھوٹا جانا اور بیعت نہ کر کے مطابق حدیث جہالت کی موت اختیار کی کیا اتقا میں دونو برابر ہو سکتے ہیں افمن کان مومنا کمن کان فاسقا لا یستوون۔ کیا ایک منکر امام حق رکھتا ہے کہ ایک متبع امام برحق کا نماز میں امام ہو۔ میں نے کہا کہ دیکھئے یہ فخر بنگالہ اور بحر بنگالہ صاحبان جو ہمارے ساتھ اس مسجد میں ممبر پر بیٹھے ہیں۔ ممکن ہے کہ اندرونی طور پر بعض جزئی فضیلت مجھ پر رکھتے ہوں لیکن یہ کلی کلی اور ظاہری فضیلت جو اللہ تعالیٰ نے مجھ کو دی کہ میں نے امام برحق کو دل و جان سے سچا سمجھکر قبول کیا ہے اس سے تو مولوی صاحب اور یہ بحر العلوم صاحب محروم ہیں گو مولوی صاحبان کے نزدیک ہمارا امام معاذ اللہ صادق نہ ہو مگر میں تو اس مسیح موعود اور امام مہدی کو صادق سمجھکر اس پر ایمان لایا ہوں۔ پس از روئے حدیث اور اصول فقہ مجھے ایسے شخص کے پیچھے نماز نہ پڑھنا چاہئے جو امام پر ایمان نہ لانے کی وجہ سے غیر متقی وغیرہ ہو۔ مجمع سے اکثر آواز آئی کہ بیشک بیشک۔ پھر میں نے اور رنگ میں بھی جواب دینا چاہا۔ لیکن مولوی صاحب نے گھبرا کر کہا کہ اب آپ بیٹھ جائیں۔ میں نے سامعین کو مخاطب کر کے کہا کہ مجھکو اور باتوں کا بھی جواب دینا باقی ہے لیکن مجھکو بیٹھنے کے لئے مجبور کیا جاتا ہے لہذا میں بیٹھ جاتا ہوں۔ آواز اٹھی کہ نہیں نہیں آپ جواب دیں۔ لہذا مجھکو پھر اٹھنا پڑا اور میں نے کہا کہ مولوی صاحب نے مجھ پر یہ بھی الزام لگایا ہے کہ آپ لوگ ہم مسلمانوں سے نفرت کرتے ہیں وغیرہ اس جواب میں عاجز نے ایک پر جوش تقریر کی جو کہ نہایت پر درد تھی عوام اس پر درد کو محسوس کر رہے تھے اور متاثر ہو رہے تھے مولوی صاحب نے دیکھا کہ اب شام ہو چلی ہے۔ اگر یہی سلسلہ سوال و جواب کا جاری رہا تو نتیجہ بہت خراب ہوگا۔ فوراً اٹھ کھڑے ہوئے اور کہا کہ میں اور کچھ جواب نہیں چاہتا ہوں مجھکو بتلائیے کہ آپ جو

سکتے ہیں مسیح وفات پا گئے۔ اور پھر کہتے ہیں کہ آنے والا مثیل مسیح ہے۔ تو بتایئے۔ اس میں منخ ہے یا نقص اور پھر منخ یا نقص اجمالی ہے یا تفصیلی۔ بس صرف اسی بات کا مجکو جواب دیجئے۔ مولوی صاحب کا ان سہل الفاظ ایجاد کرنے سے مطلب یہ تھا کہ میں انکے ساتھ لفظی بحث میں مبتلا ہو جاؤں۔ اور دوسری باتوں کے جواب دینے کا وقت نہ ملے۔ میں نے کہا کہ مولویصاحب اپنے جتنے اعتراض مجھ پر کئے ہیں تو آپ کھڑے ہو کر اعلان کر دیں کہ ہم اپنے بقیہ اعتراضوں کو واپس لیتے ہیں ہماری غلط فہمی تھی جو ہم نے اعتراض کئے اور ہمارے دیگر اعتراض سب لغو تھے۔ اب صرف یہی اعتراض ہے۔ مولوی صاحب کو خلط بحث کرنا منظور ہی تھا بیچ بنگلہ زبان میں جاہلوں کو مخاطب کرنے نتیجہ یہ ہوا کہ کچھ تالیاں بجیں اور جلسہ درہم برہم ہو گیا چونکہ مجمع بہت کثیر تھا اس لئے ان دونوں مولوی صاحبان اور نیز اور بھی چند لوگوں نے مجکو اور میرے دوستوں کو گھیر لیا تاکہ کوئی شریر شرارت کر سکے مگر پولیس بھی وقت پر آگئی علاوہ پولیس کے میں جناب مولوی محمد ناظر صاحب اور مولوی عبد الحمید صاحب کا بہت مشکور ہوں کہ ہمارے ساتھ ساتھ دائیں بائیں ہو کر وکٹوریہ پبلک بلڈنگ کی بلڈنگ تک مجکو پہونچا گئے۔ ہم تینوں معتقد اسلامیہ بلڈنگ کے اندر داخل ہو گئے۔ اور بلڈنگ کی تیسری منزل پر چڑھکر دیکھا تو بلڈنگ کا فیلڈ جامع مسجد اور اس کی پوری اور اس کے راستے آدمیوں سے معمور ہو گئے تھے ہر ایک کی نظر بلڈنگ کی تیسری منزل پر تھی گویا اس کو ٹھڑی پر جہاں پر احمد قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ادنیٰ غلام کھڑا تھا۔ اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا تھا کہ اس نے لاکھوں انسانوں کو پیغام حق پہونچانیکا موقعہ دیا اور جمعہ کی نماز کے بعد سے قریباً مغرب تک تقریر کا سلسلہ جاری جارہا ورنہ ایسے ایسے مجمعوں میں مولوی صاحبان تو بولنے کا موقعہ تک نہیں دیتے۔ وہ تو تقریر کے پہلے ہی تالیاں بجا کر اپنے نزدیک جیت لیا کرتے ہیں پھر کچھ دیر کے بعد ایک بڑی جماعت نے ساتھ ہو کر مجکو قیام گاہ تک پہونچا دیا شہر میں مختلف طرح کی افواہیں پھیلی ہیں جاہل جو لوگ ہیں وہ نہیں سمجھتے وہ تو کہتے ہیں کہ قادیانی ہار گیا لیکن تعلیم یافتہ اور اردو سمجھنے والے کہتے ہیں کہ بحر العلوم صاحب کے منہ پر ہوائیاں اڑ رہی تھیں۔ اور مولوی عبد الحمید صاحب ادھر ادھر کی باتیں بنا کر اپنی جان بچا رہے تھے۔ اکثر لوگ کہتے ہیں کہ اگر آپ کی تقریر بنگلہ میں ہوتی تو سارے جہلا اور دیہاتی لوگ آپکے ساتھ ہو جاتے۔ بعض کہتے ہیں کہ آپنے نماز علیحدہ پڑھی اگر اکٹھے پڑھتے تو ساری جماعت آپکے ساتھ ہو جاتی ⁂ (باقی آئندہ)

نامۂ مدراس نمبر ۹

بابت ماہ ۱ول کی چھپوائی کا کام اگرچہ بعض خاص چیزوں کے طیار کرنے کے سبب کسی قدر التوا میں پڑا ہے تاہم امید ہے کہ جلد انشاء اللہ طیار ہو کر ناظرین کے ہاتھوں میں پہنچ جائے گا۔ تب دنیا دیکھے گی کہ قرآن شریف کے حقائق و معارف جو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے حضرت فضل عمر پر کھولدیئے ہیں وہ اپنے اندر ایک عجیب رنگ رکھتے ہیں۔

پریس میں کام بہت رہتا ہے۔ اور اکثر وقت اس کی طرف متوجہ رہنا ضروری ہے۔ اس واسطے تبلیغ کا کام بہت کم ہوتا ہے۔ تاہم خدا تعالیٰ کے فضل سے دو نئے بیعت کے خطوط اس ہفتہ میں حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں بھیجوائے گئے ہیں۔ جن میں ایک خط ایک یورشین صاحب کا ہے۔ احباب دعا کریں۔ کہ اللہ تعالیٰ انہیں استقامت عطا کرے یہاں کی جماعت میں مولوی سلطان محمود صاحب ایک لائق اور جوشیلے قدیمی احمدی ہیں جن سے پرزوں کے پڑھنے وغیرہ میں مجھے بہت ہی امداد ملتی ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر عطا کرے ⁂

برادر محمد یسین صاحب تاجر قادیان نے جو نئی اردو ویسین چھپوائی ہے وہ خوشخطی۔ عمدگی کاغذ اور چھپوائی کی عمدگی کے لحاظ سے قابل تعریف ہے کاش کہ فارسی اور عربی بھی ایسی چھپوائی جاتی۔ والسلام۔ عاجز محمد صادق (مدراس)

مزید اطلاع

بعض احباب جلسے کے ایام میں اپنے لئے اور اپنے اہل و عیال کے لئے علیحدہ مکان کی فرمائش کرتے ہیں تمام ایسے احباب کی خدمت میں التماس ہے کہ مکانوں کی قلت کی وجہ سے ایسا انتظام کرنا مشکل ہے۔ ہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت خلیفۃ المسیح اول کے گھروں میں مستورات کے لئے کافی انتظام رہائش کیا گیا ہے۔ اور مردوں کی رہائش کے لئے حسب دستور سابق شہر کے اندر اور باہر مکانات کا انتظام کیا جا رہا ہے۔ والسلام
خاکسار عبدالعزیز ناظر مکانات۔ ۱۱ دسمبر

فہرست نومبائعین

لغایت ۱۲ دسمبر ۱۹۱۵ء

نام	مقام	نام	مقام
الٰہی بخش	افریقہ	غلام	ہزارہ
ستار گنائی	کشمیر	خواجہ	گجرات
نورالدین	گجرات	حبیبی صاحبہ مولوی	[illegible]
تغلب شاہ مع اہل و عیال	//	اہلیہ عبداللہ خان	لاہور
Kalathil	مالابار	محمد کریم	پونا
خلیفہ اکبری	//	مسماۃ [illegible] بیگم	مدراس
خدیجۃ الضعیفہ	ہزارہ	” زینب	مالابار
سمندخان	//	آسیہ	
سمندخان	//	میزان ۱۸	
عبدالجبار			

مدینۃ المسیح لاہور ہے یا قادیان

ایک نہایت زبردست ٹریکٹ جناب قاضی فضل کریم صاحب نے شائع کیا ہے جس میں دس دلائل اس بات کی بیان کی گئی ہیں کہ سلسلہ احمدیہ کا مرکز قادیان ہے۔ اور وہی مدینۃ المسیح ہے۔ تذکرہ ہو کہ احباب کو چاہئے کہ جلسہ مسعود کے لئے اس ٹریکٹ کی متعدد کاپیاں منگوالیں اور جلسے کے اول اپنے شہر اور قرب و جوار کے دیہات میں تقسیم کریں جلد منگوالیں ۲-۳ رہ گئے ہیں جلدی کا پتہ دفتر تشحیذ۔ الکمل۔ قادیان

حضرت صاحبزادہ اولوالعزم خلیفۃ المسیح المہدی الثانی مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کے فرمائے ہوئے درس قرآن شریف کے نوٹ

بَلٰى مَنْ كَسَبَ سَيِّئَةً وَّ اَحَاطَتْ بِهٖ

بلکہ جو کوئی برائی کمائے اور وہ بدی اسکو گھیرلے

خَطِيْٓـــَٔتُهٗ فَاُولٰٓـئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ

پس یہ لوگ دوزخی ہیں

هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ○ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

اور آگ میں رہینگے اور وہ لوگ جو ایمان

وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اُولٰٓـئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ

لائے اور اچھے عمل کئے یہ جنتی ہیں

هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ○

اسی میں رہیں گے

اور وہ لوگ جو مومن ہوئے اور نیک عمل کئے وہ لوگ جنت کے مستحق ہیں وہ اس میں رہیں گے ✦

جب قومیں تباہ ہونے لگتی ہیں تو ان میں خودستائی اور خودپسندی کا مادہ بڑھ جاتا ہے اور عمل اور کوشش کی بجائے سستی اور کاہلی ان کے اندر گھر کر لیتی ہے یہود پر بھی جب تنزل کا زمانہ اور دور آیا تو بجائے محنت اور کوشش کے اپنے باپ دادوں کے کاموں پر اپنی نجات کو منحصر سمجھنے لگے اور بجائے خود نیک اعمال بجالانے کے حضرت ابراہیم اور اسحٰق کے نیک اعمال کو اپنی نجات کا ذریعہ جاننے لگے اور انھوں نے یہ یقین کرلیا کہ جب خدا تعالےٰ کے حضور میں ہمارے باپ دادا ایسے بڑے بڑے رتبوں پر مختار ہیں کہ گویا خدا تعالےٰ کے محبوب ہیں تو ہمیں جو انکی اولاد سے ہیں کہاں سزا مل سکتی ہے اور اگر ملی بھی تو صرف چند دن سزا بلکہ پھر نجات ہو جائیگی چنانچہ اسوقت تک ان کا یہی عقیدہ ہے اور موجودہ زمانہ میں بھی ان کے عوام اسی خیال پر قائم ہیں کہ ان کے لئے بہت محدود سزا ہے اور خواہ وہ کوئی عمل کریں چند دن کی سزا کے بعد وہ دوزخ سے نجات پا جائینگے۔ ہمارے مفسرین لکھتے ہیں کہ یہود کا خیال تھا کہ سات دن یا چالیس دن تک وہ عذاب میں رہیں گے لیکن ابن نغ کے مسیحی مصنفین آجکل کے یہود کا یہ خیال لکھتے ہیں کہ گیارہ ماہ یا حد سے حد ایک سال کوئی یہودی عذاب میں رہے گا اس کے بعد وہ دوزخ سے نکال لیا جائے گا اور باقی لوگ عذاب میں رہینگے۔ لیکن اس قاعدہ سے داتن اور ابیرام اور کل ایسے یہودی جو دہریہ ہو گئے ہوں مستثنےٰ ہونگے اور وہ ہمیشہ عذاب میں رہینگے داتن اور ابیرام حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ کے لوگ ہیں اور انھوں نے حضرت موسیٰ کے خلاف بغاوت کی تھی اور آخر عذاب الہیٰ میں گرفتار ہوئے تھے دیکھو گنتی باب ۱۶ آیت ۱ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ و ۱ و ۲۳ و ۳۳۔ احادیث سے اس بات کا پتہ نہیں چلتا کہ اَیَّامًا مَّعۡدُوۡدَۃً سے کیا مراد ہے اور دنوں کی تعیین مفسرین نے ہی کی ہے اس لئے نہیں کہا جا سکتا کہ کونسی بات زیادہ درست ہے۔ حضرت ابوہریرہؓ کی ایک روایت سے جو بخاری۔ احمد اور نسائی میں درج ہے یہ پتہ لگتا ہے کہ جنگ خیبر کے دن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے سوال پر یہود نے کہا تھا کہ نکون فیھا یسیرا ثم تخلفونا فیھا (فی النار) یسیرا ثم تخلفونا فیھا یعنے ہم کچھ مدت آگ میں رہینگے پھر تم لوگ ہمارے بعد اس میں پڑے رہو گے۔ لیکن ان الفاظ سے بھی یہ پتہ نہیں لگتا کہ یہود کے نزدیک کس عرصہ تک وہ دوزخ میں رہ سکینگے۔ پس یہود کے عقیدہ کے مطابق دنوں کی جو تعداد بھی معین ہو جائے ہمیں اس کے قبول کرنے میں عذر نہیں کیونکہ اصل مطلب کے خلاف نہیں جو صرف اسقدر ہے کہ یہود خیال کرتے ہیں کہ صرف چند دن وہ دوزخ میں رہیں گے اور پھر اس سے نکال دیئے جائینگے اس کے جواب میں اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں کہ تمہارا یہ دعویٰ سراسر غلط اور بےبنیاد ہے کیونکہ اس دعویٰ کی تصدیق دو ہی طرح ہو سکتی ہے۔ اول تو یہ کہ تمہاری کتاب میں کوئی ایسا وعدہ موجود ہو کہ تم خواہ کچھ کرو تم کو سزا نہ دیجائے گی۔ اور اگر دیجائیگی تو بہت کم۔ دوم یہ کہ بنی اسرائیل کی قوم کی قوم ایسی بنا دیگئی ہو کہ ان سے بدی اور بدکاری اور بدعملی ہو ہی نہ سکتی ہو اور اگر ہو تو بہت ہی کم بدی کا اظہار ہو لیکن یہ دونو باتیں غلط ہیں۔ اول تو اس لئے غلط ہے کہ تمہاری کتاب میں کوئی وعدہ موجود نہیں جس سے معلوم ہو کہ خدا تعالےٰ نے تم کو ہر صورت میں خواہ گناہ کرو یا گناہوں سے بچو۔ گناہوں کی سزا سے بکلی معاف کر دیا ہے یا بہت کم سزا دیکر چھوڑ دینے کا وعدہ کیا ہے اور دوسری بات بھی درست نہیں کیونکہ تم میں ایسے لوگ کثرت سے پائے جاتے ہیں کہ جنکی بدیوں نے ان کو گھیر لیا ہے اور شاذ و نادر ہی نیک اعمال ان سے سرزد ہوتے ہیں اور وہ خدا تعالےٰ سے بالکل دور جا پڑے ہیں۔ اور یہ ایک مانا ہوا قاعدہ ہے کہ جب ایسا کوئی خدا تعالےٰ کا عہد نہ ہو جس میں عام معافی کا وعدہ ہو تو پھر جسکی بدیاں زیادہ ہونگی وہ سزا بھی ضرور پائے گا اور جسکی نیکیاں زیادہ ہونگی جنت کا مستحق اور حقدار ہوگا۔ پس تمہاری یہ امید لغو خیال باطل ہے اور اسے ترک کر کے تم کو اپنے ایمان اور عمل کی درستی کی فکر کرنی چاہیئے ✦

کیسے افسوس اور رنج کی بات ہے کہ قرآن کریم تو یہود کے ایسے لغو اور بیہودہ خیالات کی تردید کرتا ہے اور دلائل سے انکی بیہودگی ظاہر کرتا ہے لیکن اسوقت مسلمانوں کے بالکل ایسے ہی بلکہ ان سے بھی بڑھ کر خیالات ہیں اور ہزاروں ہیں جو اسی بات پر خوش ہیں کہ ان کے آباء بڑے نیک اور متقی تھے اور انکی نیکی اور تقویٰ کی وجہ سے ہم بھی جو انکی اولاد سے ہیں ضرور نجات پا جائینگے اور عذاب سے محفوظ رہیں گے کیسے تعجب کی بات ہے کہ وہ قوم جو قرآن کریم پر ایمان لانے اور اس کے ساتھ اپنے آپ کو وابستہ کرنے کی مدعی ہے وہی اسوقت قرآن کریم کی تعلیم کے خلاف عمل کرنے میں سب سے بڑھ کر حصہ لے رہی ہے منہ سے قرآن کریم کہدینا اور اسکی محبت کا اظہار کرنا اور

شے ہے اور عمل کرنا اور شے ہے۔ اور مُنہ سے کہنے سے کچھ فائدہ نہیں ہوتا۔ اصل فائدہ عمل سے ہوتا ہے جو لوگ قرآن کریم کو عملاً پس پشت ڈال رہے ہیں وہ درحقیقت قرآن کریم کے ویسے ہی دشمن ہیں جیسے کہ وہ جو مُنہ سے بُرا کہتے ہیں بلکہ میں خیال کرتا ہوں کہ قرآن کریم کی تعلیم کے پھیلنے میں اس دشمن سے جو اسے بُرا کہتا ہے زیادہ روک ہیں کیونکہ وہ تو دشمن سمجھا جاتا ہے اور اسکی رائے کا اس کے خلاف کوئی اثر نہیں۔ لیکن یہ شخص جو قرآن کریم کو مانتے ہوئے اس کے خلاف عمل کرتا ہے لوگوں کے لئے ٹھوکر کا موجب ہے اور لوگ اس کے عمل پر قرآن کریم کی تعلیم کو قیاس کرتے ہیں حالانکہ اس کا قرآن کریم سے کوئی تعلق نہیں۔ اسوقت مسلمانوں میں ہزاروں لاکھوں انسان ایسے پائے جاتے ہیں جو اس اعتقاد پر پختہ ہیں کہ فلاں پیر صاحب کی بدولت ہم عذاب سے بچ جائینگے۔ حالانکہ یہود کا خیال یہ تھا کہ ہم کسی قدر عذاب پاکر چھوٹ جائینگے۔ پس یہ ان سے بھی ایک قدم آگے بڑھ گئے۔ کیونکہ اُنھوں نے تو کسی قدر عذاب کے بعد نجات کی امید لگائی تھی اور انھوں نے سرے سے عذاب کا انکار ہی کر دیا ہے بلکہ اس سے بھی زیادہ یہ بات ہے کہ بعض پیر اور گدی نشین خود بدکار اور بدعمل ہیں اور اپنے مریدوں کو بدکاری اور بدعملی کی اجازت دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ تمہارے گناہ ہم نے اپنے ذمّہ لے لئے ہیں۔ حضرت خلیفہ اوّل رضؓ فرمایا کرتے تھے کہ ہماری ایک بہن ایک دفعہ یہاں جو ہم سے ملنے آئی تو ہم نے اس سے دریافت کیا کہ بہن تم نے جو پیر پکڑے ہوئے ہیں تو ان سے تم کیا فائدہ ہے یونہی کچھ نذر نیاز ہی دینی پڑجاتی ہے اور تو کچھ نفع نہیں فرماتے تھے۔ اُس نے مجھے اسوقت تو کوئی جواب نہ دیا۔ اتنا کہا کہ پیر صاحب سے پوچھونگی جب وہ واپس گئی تو اُس نے اپنے پیر سے دریافت کیا کہ آپ کی بیعت سے ہمیں کیا فائدہ ہے اس نے جواب دیا کہ معلوم ہوتا ہے تو قادیان گئی ہوگی یہ بات تجھے (مولوی) نورالدین (صاحب رضی اللہ عنہ) نے سکھائی ہوگی اس کے دھوکے میں نہ آئیو۔ ہماری بیعت کا یہ فائدہ ہے کہ اس دُنیا میں تم جو چاہو عمل کرو۔ قیامت کے دن جب تم سے اللہ تعالےٰ سوال کرے گا ہم آگے ہو کر کہدیں گے حضور ان سے کچھ نہ پوچھئے انکے اعمال کے ہم ذمّہ دار ہیں۔ پس تم تو دوڑتے ہوئے پُلصراط پر سے گزر کر جنّت میں داخل ہو جاؤگی۔ باقی رہے ہم۔ سو جب ہم سے سوال ہوگا کہ اب تم اپنا حساب دو۔ تو ہم کہدیں گے کہ ایک امام حسین رضؓ کی قربانی کیا کم تھی کہ اب ہم سے فرداً فرداً سوال کیا جاتا ہے۔ پس یہ جواب سُنکر اللہ میاں خاموش ہو جائینگے اور ہم بھی جھٹ جنّت میں جا داخل ہونگے۔ اس قسم کے خیالات نے مسلمانوں کو بالکل سُست کر دیا ہے اور ہر ایک نیک عمل سے وہ محروم ہو گئے ہیں لیکن ابھی تک یہ خیالات بدستور چلے ہی جاتے ہیں +

لَا تَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰهَ قف وَبِالْوَالِدَيْنِ
کہ نہ عبادت کرنا مگر اللہ کی اور والدین
اِحْسَانًا وَّذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى
کے ساتھ احسان کرنا اور قریبیوں اور یتیموں
وَالْمَسٰكِيْنِ وَقُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا
اور مسکینوں کے ساتھ بھی اور لوگوں سے نیک بات کرنا
وَّاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ ط
اور نماز قائم کرنا اور زکوٰۃ دینا
ثُمَّ تَوَلَّيْتُمْ اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْكُمْ
(لیکن) پھر تم (ان باتوں سے) پھر گئے مگر تھوڑے تم میں سے
وَاَنْتُمْ مُّعْرِضُوْنَ ○
اور تم اعراض کرنے والے ہو۔

طور پر پائی جاتی تھیں اور جن سے بائبل میں ان کو روکا گیا تھا۔ پس چونکہ یہود ان کے عام طور پر عادی تھے ان کو یکجا کر کے بیان کر دیا گیا ہے تاکہ ان کو یاد دلایا جائے کہ اب وہ اپنے مذہب سے کسقدر دُور ہو گئے ہیں۔ اللہ تعالےٰ کے سوا کسی اور معبود کی پرستش سے بائبل میں بہت مقامات میں روکا گیا ہے لیکن یہ حکم خود دس احکام میں بھی پایا جاتا ہے۔ چنانچہ خروج باب ۲۰ آیت ۳ تا ۵ کی یہ عبارت ہے "میرے حضور تیرے لئے دوسرا خدا نہ ہووے۔ تو اپنے لئے کوئی مورت یا کسی چیز کی صورت جو اوپر آسمان پر یا نیچے زمین پر یا پانی میں زمین کے نیچے ہے مت بنا۔ تو ان کے آگے اپنے تئیں مت جھکا۔ اور نہ ان کی عبادت کر۔ کیونکہ میں خداوند تیرا خدا غیور خدا ہوں۔ اور باپ دادوں کی بدکاریاں ان کی اولاد پر جو مجھ سے عداوت رکھتے ہیں تیسری اور چوتھی پشت تک پہنچاتا ہوں۔ پر ان میں سے ہزاروں پر جو مجھ سے پیار کرتے اور میرے حکموں کو حفظ کرتے ہیں رحم کرتا ہوں" +

والدین کے ساتھ نیک سلوک کرنے کا حکم بھی انہی احکام میں مذکور ہے چنانچہ اسی باب کی آیت ۱۲ میں یوں لکھا ہے۔ "تو اپنے ماں باپ کو عزت دے تاکہ تیری عمر اس زمین پر جو خداوند تیرا خدا تجھے دیتا ہے دراز ہووے"۔

ذی القربیٰ کے متعلق احبار باب ۱۹ کی آیت ۱۶-۱۷-۱۸ میں لکھا ہے کہ "تو عیب جوؤں کی مانند اپنی قوم میں آیا جایا نہ کر۔ اور اپنے بھائی[1] کے خون پر کمر نہ باندھ۔ میں خداوند ہوں۔ تو اپنے بھائی سے بغض اپنے دل میں نہ رکھ۔ تو البتہ اپنے بھائی کو نصیحت کر تاکہ تو اس کے سبب خطاکار نہ ٹھہرے۔ تو اپنی قوم کے فرزندوں سے بدلا مت لے۔ اور نہ ان کیطرف سے کینہ رکھ۔ بلکہ تو اپنے بھائی کو اپنی مانند پیار کر میں خداوند ہوں"۔

وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ
اور جب ہم نے لیا عہد بنی اسرائیل سے

اِس آیت میں کسی خاص عہد کا ذکر نہیں۔ بلکہ وہ عام بدیاں مذکور ہیں جو اسوقت کے یہود میں عام

نوٹ[1]۔ توریت میں تمام رشتہ داروں کے واسطے عام طور پر بھائی کا لفظ استعمال ہوتا ہے

یتیمی کے متعلق استثنا باب ۱۴ آیت ۲۹ میں حکم ہے "اور لاوی اس لئے کہ اس کا کوئی حصہ اور میراث تیرے ساتھ نہیں۔ اور مسافر اور یتیم اور بیوہ جو تیرے پھاٹکوں کے اندر آئیں۔ اور کھائیں۔ تاکہ خداوند تیرا خدا تیرے ہاتھ کے سب کاموں میں جو تو کرتا ہے۔ تجھے برکت دے۔"

مساکین کے متعلق استثنا باب ۱۵ آیت ۱۱ میں یوں حکم ہے۔ "کہ مسکین زمین پر سے کبھی جاتے نہ رہینگے۔ اس لئے یہ کہہ کے میں تجھے حکم کرتا ہوں کہ تو اپنے بھائی کے واسطے اور اپنے مسکین کے لئے اور اپنے محتاج کے واسطے جو تیری زمین پر ہے۔ اپنا ہاتھ کشادہ رکھیو۔"

تمام بنی نوع انسان سے نیک سلوک کرنے کا حکم۔ خروج باب ۲۳ آیت ۱ تا ۷ میں اس طرح ہے۔ "تو کسی کی جھوٹی خبر مت اڑا۔ تو ظلم کی گواہی میں شریروں کا ساتھی مت ہو۔ تو گروہ کی پیروی بدی کرنے میں مت کیجیو۔ اور تو کسی جھگڑے میں لوگوں کی بہتایت کے سبب انکی طرف مائل ہو کے ناحق مت کیجیو۔ اور نہ کنگال کی اسکے مقدمہ میں طرفداری کیجیو۔ اگر تو اپنے دشمن کے بیل یا گدھے کو بے راہ جاتے دیکھے۔ تو ضرور اسے اس کنے پہنچائیو۔ اگر تو اسکے گدھے کو جو تیرا کینہ رکھتا ہے۔ دیکھے کہ بوجھ کے نیچے بیٹھ گیا۔ اور تو اسکی مدد کرنا نہ چاہے۔ تو البتہ اسکی کمک کر۔ تو اپنے محتاج سے اسکے مقدمہ میں انصاف کو مت پھیریو۔ جھوٹے معاملے سے دور رہیو۔ اور بے گناہوں اور سچوں کو قتل مت کیجیو۔ کیونکہ میں شریر کی تصدیق نہ کرونگا۔"

نماز قائم کرنے کا حکم استثنا باب ۱۳ آیت ۴ میں یوں ہے۔ کہ "چاہیئے کہ تم خداوند اپنے خدا کی پیروی کرو۔ اور اس سے ڈرو۔ اور اس کے حکموں کو حفظ کرو۔ اور اسکی بات مانو۔ تم اسی کی بندگی کرو۔ اور اسی سے لپٹے رہو۔"

پھر استثنا باب ۱۰ آیت ۱۲ میں اس طرح حکم ہے۔ کہ "اب اے اسرائیل خداوند تیرا خدا تجھ سے کیا چاہتا ہے۔ مگر یہ کہ تو خداوند اپنے خدا سے ڈرا کرے اور اسکی سب راہوں پر چلے۔ اور اس سے محبت رکھے۔ اور اپنے سارے دل اور اپنی ساری جان سے خداوند اپنے خدا کی بندگی کرے۔"

اور زکوٰۃ کا حکم خروج باب ۲۳ آیت ۱۰ و ۱۱ میں یوں ہے "اور چھ برس زمین میں کھیتی کر۔ اور اس سے جو پیدا ہو جمع کر۔ پر ساتویں برس اسے چھوڑ دے۔ کہ پڑتی رہے۔ تاکہ تیری قوم کے مسکین اسے کھاویں۔ اور جو ان سے بچے میدان کے چارپائے چریں۔ ایسا ہی تو اپنے انگور اور زیتون کے باغ کا معاملہ بھی کیجیو۔"

مگر باوجود ان احکام کے یہود کی حالت اس کے برخلاف تھی اور وہ ان احکام کی بالکل پروا نہیں کرتے تھے اور ان کے سلوک اپنوں اور بیگانوں سے خراب ہو رہے تھے۔ وہ اللہ تعالےٰ کے سوا اور چیزوں کو معبود بنائے ہوئے تھے۔ بعض عزیر کو ابن اللہ کہتے۔ بعض اپنے علماء کے ہر ایک حکم کو وحی الٰہی کے طور پر مانتے اور اپنی کتاب کے احکام کو رد کر دیتے۔ یتامیٰ اور مساکین کے ساتھ ان کا سلوک نہایت برا تھا۔ اور بنی نوع انسان کی ہمدردی ان کے اندر نام کو بھی نہ تھی عبادتوں میں سست اور زکوٰۃ دینے سے جی چرلتے تھے۔

اس آیت میں بھی یہود کی بدیوں کا ذکر کرتے ہوئے قرآن کریم نے ان کی تمام قوم کو یکساں نہیں قرار دیا بلکہ جو ان میں سے نیک تھے ان کو مستثنا کر لیا ہے۔ اس آیت کے متعلق یہ بات بھی یاد رکھنے کے قابل ہے۔ کہ جیسا کہ قرآن کریم میں ہر جگہ اس بات کا لحاظ رکھا جاتا ہے اس جگہ بھی ترتیب الفاظ کو ہاتھ سے نہیں دیا گیا سب سے پہلے واحد خدا پر ایمان لانے اور اسکی عبادت کرنے کا حکم بیان کیا ہے جو سب انبیاء کا مشترک مشن تھا۔ اس کے بعد والدین کے ساتھ نیک سلوک کا حکم بیان کیا ہے جو خدا تعالیٰ کی صفات کے اپنی اولاد کے لئے ایک حد تک مظہر ہوتے ہیں اس کے بعد دوسرے قریبی رشتہ داروں کا ذکر کیا کہ وہ بھی والدین کی عدم موجودگی میں والدین کے ہی قائم مقام ہوتے ہیں۔ ان کے بعد یتامیٰ کو رکھ کر ان کے حقوق کا اظہار کیا کیونکہ وہ بوجہ اپنی صغرسنی کے اپنے بہت سے مطالبات کو پورا نہیں کروا سکتے۔ بعد میں مساکین کا ذکر کیا۔ کیونکہ گو وہ محتاج ہوتے ہیں لیکن بوجہ جوان و بالغ ہونے کے اپنی ضروریات کو طلب کر سکتے ہیں اور محنت بھی کر سکتے ہیں۔ اس کے بعد تمام بنی نوع انسان کی ہمدردی کا ذکر کیا۔ اور ان کو اس لئے بعد میں رکھا کہ یہ یتامیٰ اور مساکین کی طرح محتاج نہیں بلکہ اپنی ضروریات کے آپ متکفل ہیں اس لئے سب سے کم احتیاج رکھنے کی وجہ سے سب سے آخر میں رکھا غرض ان تمام احکام میں ایک ترتیب رکھی ہے۔ ایک خدا کی پرستش کے ذکر کے بعد بنی نوع انسان کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا ہے ایک وہ جو بطور حق سلوک نیک کے مستحق ہیں اور دوسرے وہ جو بطور رحم کے جو بطور حق کے مستحق تھے ان کا پہلے ذکر کیا کیونکہ وہ ایک صورت قرضہ کی ادائگی کی تھی۔ اور جو بطور رحم کے احسان کے مستحق تھے ان کو بعد میں رکھا اور جو جسقدر رحم کا محتاج تھا۔ اسی درجہ پر اس کا بیان کیا۔ اس کے بعد عبادات کو رکھا اور ان میں سے بدنی اور مالی عبادات کی سردار عبادات کو چن لیا۔ اور ان کا ذکر بنی انسانی سے حسن سلوک کے بعد اس لئے کیا کہ بنی نوع انسان کے ساتھ حسن سلوک پہلا قدم ہے اور انسان کو بعض مواقع پر فطرتاً بغیر کسی شریعت کے اسکی طرف توجہ پیدا ہوتی ہے اور عبادات کا تفصیلی طور پر پورا کرنا ایک دوسرا قدم ہے۔ پس جو پہلا قدم اٹھائے گا وہی دوسرا اٹھا سکے گا۔

وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَكُمْ لَا تَسْفِكُوْنَ

اور جب لیا ہم نے تم سے عہد کہ آپس کے خون نہ بہاؤ گے

دِمَآءَكُمْ وَلَا تُخْرِجُوْنَ اَنْفُسَكُمْ

اور نہ اپنے آپ کو اپنے گھروں سے نکالو گے۔

اس آیت میں یہود کے دو اور گناہ بیان کئے ہیں جن کے وہ اکثر مرتکب ہوتے تھے ایک تو اپنا خون کرنا اور دوسرے اپنے آپ کو اپنے گھروں سے نکال دینا اپنے خون بہانے سے اس جگہ اپنے

مِنْ دِيَارِكُمْ ثُمَّ اَقْرَرْتُمْ وَاَنْتُمْ

پھر تم نے اقرار کیا اور تم

تَشْهَدُوْنَ ○

(اس بات کے) شاہد ہو۔

ہم قوموں کا قتل مراد ہے اور یہ لفظ اس لئے اختیار کئے گئے ہیں تاکہ ان کو بتایا جائے کہ اپنی قوم کو قتل کرنا اپنا ہی قتل کرنا ہوتا ہے کیونکہ بعض افراد کی ہلاکت یا ان کا قتل تمام قوم پر بحیثیت مجموعی اثر کرتا ہے اور اس کے بعد تمام افراد پر بحیثیت انفرادی اثر کرتا ہے (میں اس مسئلہ کو اسوقت بالتفصیل نہیں بیان کر سکتا لیکن اقوام کی ترقی و تنزل کے اسباب پر غور کرنے والے لوگ جانتے ہیں کہ یہ عظیم الشان اصل جو قرآن ایک کی بجائے دوسرے الفاظ رکھ کر قرآن کریم نے بیان کر دیا ہے اپنے اندر ایسے وسیع مطالب رکھتا ہے کہ اس پر غور کرنے والی اقوام اس سے اپنی ترقی کے اسباب مہیا کرنے اور تنزل کے بواعث سے محفوظ رہنے میں بہت مدد لے سکتی ہیں) اپنے آپ کو گھروں سے نکال دینے سے بھی اپنے آپ کو گھروں سے نکالنا نہیں جیسا کہ خود اگلی آیت سے ظاہر ہوتا ہے بلکہ اس سے مراد بھی اپنی قوم کا نکالنا ہے اور اس جگہ بھی پچھلی بیان کردہ حکمت کے ماتحت ہی قوم کے بعض افراد کے نکالنے کا ذکر کرنے کی بجائے اپنا نکالنا بیان کیا گیا ہے تاکہ ان کو اپنی حماقت کا علم ہو۔ مطلب اس آیت کا یہ ہے کہ تم کو ایک دوسرے کا قتل کرنا (خروج باب ۲۰ آیت ۱۳) اور آپس میں لڑنا (خروج باب ۲۱ آیت ۲) (چونکہ لڑائی کے لئے گھروں کو چھوڑ کر باہر نکلنا پڑتا ہے اس لئے گھر سے نکالنے کا محاورہ استعمال کیا گیا) منع کیا گیا تھا مگر تم نے اس حکم کو بھی توڑا جیسا کہ اگلی آیت میں بیان کیا گیا ہے)۔

اس آیت کے ابتدا میں وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَكُمْ کے الفاظ رکھے گئے ہیں اور اس سے پہلی آیت کو وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ سے شروع کیا گیا ہے حالانکہ دونوں عہد سب بنی اسرائیل سے ہی لئے گئے تھے۔ پھر دو آیتوں میں مختلف الفاظ کیوں رکھے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ قرآن کریم کا یہ ایک عجیب کمال ہے جو اس کے بے نظیر ہونے کے ہزاروں دلائل میں سے ایک دلیل ہے کہ وہ الفاظ کی خفیف تبدیلیوں سے مختلف مضامین کو ادا کر جاتا ہے اور فقروں کا کام لفظوں سے لے لیتا ہے۔ اسجگہ بھی بنی اسرائیل کی جگہ کُمْ رکھ کر ایک خاص امر کی طرف متوجہ کیا ہے۔ اور وہ یہ کہ اول الذکر ہدایاں تو وہ ہیں جو اسوقت تمام بنی اسرائیل میں پھیلی ہوئی ہیں اور موخر الذکر ہدیاں وہ ہیں جو خاص عرب کے رہنے والے قبائل میں رائج ہیں اور ایک جگہ بنی اسرائیل کا لفظ رکھ کر اس امر کی عمومیت کی طرف اشارہ کیا ہے تو دوسری طرف کُمْ فرما کر عرب کے قبائل کو خاص طور پر مخاطب کیا ہے کہ ان بدیوں کے تم خاص طور پر شکار ہو۔

ثُمَّ اَنْتُمْ هٰٓؤُلَآءِ تَقْتُلُوْنَ اَنْفُسَكُمْ

پھر تم تو وہ ہو کہ قتل کرتے ہو اپنے آپ کو

اس آیت میں بتایا ہے کہ یہود باوجود حکم شرع

وَتُخْرِجُوْنَ فَرِيْقًا مِّنْكُمْ مِّنْ

اور نکالتے ہو ایک فریق کو اپنے میں سے ان کے

دِيَارِهِمْ تَظٰهَرُوْنَ عَلَيْهِمْ

گھروں سے مدد کرتے ہو ان کی

بِالْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَاِنْ يَّاْتُوْكُمْ

گناہ اور تعدی کے ساتھ۔ اور اگر تمہارے

اُسٰرٰى تُفٰدُوْهُمْ وَهُوَ مُحَرَّمٌ

پاس قیدی آئیں تو انکا بدلہ دیتے ہو اور حالانکہ تم پر وہی بات

عَلَيْكُمْ اِخْرَاجُهُمْ اَفَتُؤْمِنُوْنَ

حرام ہے یعنی ان کا گھروں سے نکالنا۔ کیا تم ایمان لاتے

بِبَعْضِ الْكِتٰبِ وَتَكْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ

ہو کتاب کے کچھ حصہ پر اور انکار کرتے ہو کچھ حصہ کا

فَمَا جَزَآءُ مَنْ يَّفْعَلُ ذٰلِكَ مِنْكُمْ

پس کیا بدلہ ہے اسکے لئے جو اس طرح کرے تم میں سے

اِلَّا خِزْيٌ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا

مگر ذلت دنیا کی زندگی میں

وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يُرَدُّوْنَ اِلٰٓى

اور قیامت کے دن ایسے لوگ

اَشَدِّ الْعَذَابِ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ

سخت عذاب کی طرف لوٹائے جائینگے اور اللہ غافل

عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ○

نہیں ہے اس سے جو تم کرتے ہو

کا غیر یہودی کے پاس غلام رہنا درست نہیں۔ قرآن کریم ان پر اعتراض کرتا ہے

کے آپس میں ایک دوسرے کو قتل کرتے رہے ہیں۔ اور ایک دوسرے کو ان کے گھروں سے نکالتے رہے ہیں چنانچہ تاریخ عرب سے ثابت ہوتا ہے کہ مدینہ میں تین قبیلے یہود کے بستے تھے اور دو مشرکین عرب کے۔ یہود کے قبیلوں کا نام بنو قینقاع بنو نظیر اور بنو قریظہ تھا۔ اور مشرکین کے دو قبیلے اوس اور خزرج تھے بنو قینقاع اور بنو قریظہ اوس کے حلیف تھے اور بنو نظیر خزرج کے حلیف تھے جب ان دو مشرک قبیلوں کی آپس میں جنگ ہوتی تو ان تینوں یہودی قبائل کو بھی انکی مدد کرنی پڑتی اور یہ انکی طرف سے ہو کر آپس میں جنگ کرتے اور اس طرح ہر ایک قبیلہ اپنے عمل سے دوسرے یہودی قبیلہ کو جنگ کے لئے اس کے گھر سے نکالتا۔ لیکن جنگ کے بعد اگر بعض یہودی قید ہو جاتے تو یہودی قبائل آپس میں چندہ کر کے ان کو مشرکین سے چھڑوا دیتے اور کہتے کہ یہودی